حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بطور محسنِ اعظم

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍مارچ ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک محسن اعظم کی حیثیت میں دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ مخلوقات خصوصاً انسانوں کے محسن اعظم ہیں تو ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ کن احسانوں کی وجہ سے آپ احسان کی ان رفعتوں کو پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام احسانوں کا حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن انسان دو طرح سے خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دوسروں کو اور خود اپنے آپ کو بھی محروم کر دیتا ہے۔ ایک تو دُنیوی لحاظ سے یعنی جو حقوق اللہ تعالیٰ نے قائم کئے ہیں انسان ان حقوق کو پامال کرتا اور ایک دوسرے کا استحصال کر کے اپنی نوع کے دوسرے افراد کو خدا تعالیٰ کے احسانوں، اس کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں سے محروم کرنے کی سعی کرتا ہے۔ چنانچہ بنی نوع انسان کو اس ظلم سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء کا ایک سلسلہ قائم کیا۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت بڑے فضلوں کا وارث بنایا ہے۔ انسان کے اندر دینی قوتیں اور صلاحیتیں رکھی ہیں جن سے کام لے کر وہ نہ صرف دنیوی لحاظ سے بلکہ روحانی طور پر بھی بے انتہا ترقیات کر سکتا ہے لیکن انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اس پہلو کو بھول جاتا ہے۔ بعض لوگ تو خدا ہی کے منکر ہو جاتے ہیں اور بعض خدا کے منکر تو نہیں ہوتے لیکن وہ اس

بات سے انکار کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کا تعلق قائم کرتا ہے۔

پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں انسانیت کے محسن اعظم ہیں کہ ایک تو آپ نے جس رنگ میں اور جس طور پر اور جس حد تک انسان کو دوسرے انسانوں کے ظلم سے بچایا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کی ہے، آپ سے پہلے کے انبیاء کی شریعتوں میں وہ چیز نظر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے نتیجہ میں قرآن کریم کی شریعت کے دائرہ میں آ کر انسان ہر قسم کے ظلم وستم اور استحصال سے بچ جاتا ہے اور اس کے حقوق پامال نہیں ہوتے۔ یہ دنیوی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان پر ایک عظیم احسان ہے اور اس احسان میں مومن اور کافر سب شامل ہیں کیونکہ آپ نے جب حقوق انسانی کی حفاظت کی تو اس میں مومن اور کافر کا خیال نہیں رکھا بلکہ ہر انسان کے جو حقوق اللہ تعالیٰ نے قائم کئے تھے، ان کی حفاظت کا بیڑہ اٹھایا اور اپنی امت کو اس کی تعلیم اور ہدایت دی اور وصیت کی کہ ہر انسان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔

دوسرے آپ کا روحانی لحاظ سے احسان عظیم ہے۔ آپ نے امت محمدیہ پر آسمانی رحمتوں اور فضلوں کے دروازے کھولے کہ اس سے قبل کسی نبی نے اپنی امت کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے وہ دروازے نہیں کھولے تھے۔ ہمارا یہ اعلان کوئی جذباتی اعلان نہیں بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہماری عقل اس کی تائید کرتی ہے۔ ہمارے پاس عقلی دلائل موجود ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی صداقت میں آسمانی نشانات نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ وعدہ دیا ہے کہ جو شخص توحید الٰہی پر پورے طور پر اور حقیقی معنے میں قائم ہو جائے گا اور پھر استقامت سے اس راہ کو اختیار کرے گا اور اس کے پاؤں میں کوئی لغزش نہیں آئے گی۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰمٓ السجدة:۳۱) اس پر فرشتوں کا نزول ہوگا۔ یہ ایک عظیم وعدہ ہے۔ گویا قرآن عظیم نے قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (حٰمٓ السجدة:۳۱) کہنے والوں کو فرشتوں کے نزول کی بشارت دی ہے جو بڑی وسعت کے ساتھ امت محمدیہ میں پوری ہوئی۔ کروڑوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جن پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ غرض جس قسم کی عظیم بشارتیں امت محمدیہ کو ملی ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اور آپ کی سنت کی

اتباع کے نتیجہ میں انسان پر اللہ تعالیٰ کے جو فضل اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں انسان انہیں دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو اس قسم کی بشارتیں ملی ہیں کہ پہلے انبیاء بھی امت محمدیہ کا اس چیز میں مقابلہ اس لئے نہیں کر سکتے کہ ان کے پاس قرآن عظیم جیسی کامل اور مکمل شریعت اور ہدایت نہیں تھی۔

پھر فرمایا اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (حٰمٓ السجدة:۳۱) امت محمدیہ کے دل سے خوف وحزن کو بالکل مٹا دیا ہے۔ اب جس شخص کے پہلو میں خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہو اور وہ اسے سہارا دے رہا ہو اور اسے تسلی دے رہا ہو کہ غم نہ کرو تو اگرچہ دنیادار خدا کے نیک بندوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں، اس سے انکار نہیں لیکن دنیا کی تکالیف میں بھی ان کے چہروں پر بشاشت کھیل رہی ہوتی ہے۔ ان کے دلوں میں اطمینان ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو محسوس کرنے والوں کے لئے عجیب رنگ رکھتی ہے۔ یہ بشاشت اور اطمینان حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسان کا نتیجہ ہے ورنہ گھر سے تو کچھ نہیں لائے۔ اس میں کسی انسان کی اپنی تو کوئی خوبی نہیں۔

فرمایا وَاَبْشِرُوْا اور فرشتے ان کو بشارت دیتے ہیں بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ لوگ جنت کے دو معنے کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ جنت سے مراد صرف وہ جنت ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے اور ایک یہ کہ جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے واضح ہوتا ہے اس دنیا میں بھی انسان کے لئے جنت پیدا کی جاتی ہے۔ مگر جہاں تک مرنے کے بعد کی جنت کا تعلق ہے اس کی کیفیت کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ ایک ایسی جنت ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی محسوس کرنے والے نے اُسے محسوس کیا۔ میں اس وقت بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ایک جنت ہے جو مرنے کے بعد نیکوکار بندوں کو ملتی ہے اور یہ جنت یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ جنت کی بشارت جنت میں نہیں ملتی۔ جنت کی بشارت کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے۔ اس لئے ماننا پڑا کہ امت محمدیہ پر فرشتے اس دنیوی زندگی میں نازل ہوں گے چاہے وہ صرف مرنے کے بعد کی جنت کی بشارت دینے کے لئے آئیں تب بھی یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ جب آپ اس دنیا کی جنت کو بھی جنت کہتے

ہیں تو یہ بشارت پھر اس دنیا کی جنت کے اندر مل گئی۔ اعتراض اس لئے بھی نہیں ہو سکتا کہ اس دنیا کی جنت اور اخروی دنیا کی جنت میں ایک بنیادی فرق ہے۔ اس دنیا کی جنت میں جو گیا وہ باہر نہیں نکل سکتا کیونکہ وہ ابدی جنت ہے لیکن اس دنیا کی جنت کے ساتھ بہت سے ابتلا بھی لگے ہوئے ہیں۔ **بلعم باعُور** بننے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ بعض لوگوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر لے جانا چاہتا ہے لیکن وہ زمین کے اوپر گر جاتے ہیں۔ اس لئے اس دنیا کی جنت میں ایک یقینی تسلسل نہیں بلکہ ہر آن سہارے کی ضرورت ہے۔ اس جنت میں یہ تو بشارت ملے گی کہ کل کو تمہارے لئے ایک اور ترقی ہے لیکن جب جنت کی بشارت مل چکی یعنی جنت میں چلے گئے تو وہاں سے نکلنے کا کوئی خطرہ نہیں مگر اس دنیا کی جنت سے نکلنے کا بھی خطرہ ہے۔ اس لئے بار بار بشارتیں ملتی ہیں اور تسلی ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہ توّاب ہے اس دنیا کی لغزشوں پر جب انسان نادم ہوتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو وہ بار بار توبہ کو قبول کرنے والا ہے لیکن اس قسم کی لغزش یا اس قسم کی پریشانی کا احساس یا اس قسم کی توبہ و استغفار جو اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اخروی جنت میں ان چیزوں کا کوئی تصور نہیں ہے۔ دراصل اس دنیا میں متواتر جنت کی بشارت ملتے رہنا اطمینان قلب کے لئے ضروری ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہ کہنا پڑا تھا کہ اس لئے پوچھ رہا ہوں لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ (البقرۃ:۲۶۱) تا کہ میرے دل کو اور اطمینان حاصل ہو۔ پس جو آدمی اس جنت میں چلا گیا جس میں سے نکلنے کا امکان ہی نہیں اس کا اطمینان اس بات میں تو ہو گیا کہ ایک ایسی جنت مل گئی جس کے اندر کوئی شبہ نہیں۔

قرآن کریم اور احادیث سے پتا لگتا ہے کہ جو مرنے کے بعد کی زندگی ہے وہ اس پانی کی طرح نہیں جو ایک جگہ پھنس جاتا ہے نشیب کے اندر اور اس میں بدبو اور تعفن پیدا ہو جاتا ہے بلکہ اس دنیا کی حرکت اور عمل کی جو زندگی ہے اس سے کہیں زیادہ حرکت ہے اور ایک عمل ہے اور ایک فعل ہے اس دنیا کی جنت میں لیکن وہ جنت کے اندر کا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر روز صبح جنتیوں کو ایک نیا مقام مل جائے گا یعنی ان کو جنت کے اندر ایک مقام سے بڑھ کر دوسرا مقام اس سے اوپر کا مقام اس سے اوپر کا مقام پھر اس سے اوپر کا مقام

غیر منتہی مقام اس لئے ملیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کا مقام جنت کا مقام ہے۔ تو چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اور انسان کے درمیان غیر متناہی بُعد ہے اور ایک نہ ختم ہونے والا فاصلہ ہے۔ اس لئے انسان خدا تعالیٰ سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے تب بھی آگے بڑھنے کی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اور قرب مل سکتا ہے اور قرب مل سکتا ہے اس کا اور زیادہ پیار ملتا ہے اور زیادہ پیار ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ غیر محدود ہے اس لئے اس کا پیار بھی غیر محدود ہے۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معنی میں ایک عظیم احسان کیا ہے بنی نوع انسان پر ایک طرف اور امت محمدیہ پر دوسری طرف۔ بنی نوع انسان پر اس رنگ میں کہ جو خدا تعالیٰ نے نوع انسانی کے حقوق قائم کئے تھے ان کی حفاظت ایسے رنگ میں کی کہ آپ سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ ہم نے پہلوں کی شریعتوں کو بھی پڑھا ہے قرآن کریم پر بھی غور کیا ہے۔ قرآن کریم کے سوا کسی الہامی کتاب یا فرد بشر نے نوع انسانی کے کسی فرد کے حقوق کی نگرانی نہیں کی۔ یہ صرف اسلام نے کی ہے اور یہی وہ احسان عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر کیا ہے اور اسی وجہ سے آپ بنی نوع انسان کے محسن اعظم ہیں۔ آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا، یہ میرا اور آپ کا کام ہے لیکن جہاں تک اس احسان کا تعلق ہے یہ اپنی ذات میں عظیم اور بے مثل ہے۔ جہاں تک اس شریعت کا تعلق ہے قرآن عظیم کی شریعت ایک کامل شریعت ہے جس میں حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے کامل ہدایت موجود ہے۔

غیر ممالک کے دوروں میں بڑے بڑے فلاسفروں سے میری باتیں ہوتی رہی ہیں۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ چنانچہ جب ان کو بتایا جاتا ہے کہ اسلام نے انسان کا یہ یہ حق قائم کیا ہے تو وہ حیران بھی ہوتے ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں پر بشاشت آجاتی ہے۔ بعض تو بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں کہ پھر تو اسلام ہی عظیم مذہب ہے جس نے اس رنگ میں انسانی حقوق قائم کر دیئے اور ان کی حفاظت کا سامان پیدا کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا احسان عظیم یہ کیا ہے کہ امت محمدیہ پر فرشتوں کے نزول کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی فلسفہ اور کوئی ازم اور کوئی دلیل بند نہیں کر سکتی اس لئے کہ جو فلسفہ اور دلیل ہے وہ فلسفہ اور دلیل کے مقابلے میں ٹھہرا

کرتی ہے چاہے وہ اپنی کچھ غلط شکل ہی بنالے اور عزت قائم کر لے لیکن خدائی فعل کے مقابلے میں دنیا کی ساری دلیلیں ختم ہو جاتی ہیں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے امت محمدیہ میں کروڑوں انسان اس بات پر گواہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کے احسان عظیم کے نتیجہ میں ان پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمتیں ان کے شاملِ حال ہوئیں۔ اس بارہ میں کسی ایک آدمی کی گواہی نہیں یا دو کی گواہی نہیں یا چار کی گواہی نہیں یا دس کی گواہی نہیں، کروڑوں انسانوں کی یہ گواہی ہے کہ ان پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے ساتھ دوستی کی۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کی وہ مقربین الٰہی بن گئے، وہ اولیاء اللہ بن گئے، وہ قطب بن گئے، وہ صدیق بن گئے۔ پس ان کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے البتہ اس کے پیار کے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ کوئی بھی دو آدمی ایسے نہیں ملیں گے جن سے خدا کے پیار کا ایک جیسا اظہار ہوا ہو کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ کُلَّ یَوۡمٍ ہُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (الرحمٰن:۳۰) یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو مقربینِ الٰہی کی زندگیوں سے عیاں ہے۔

ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں نہیں تو ہزاروں ایسے آدمی ہیں جنہیں فرشتے بشارتیں دیتے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں۔ ان میں بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی ہیں۔ ان میں جوان بھی ہیں اور بچے بھی ہیں اور وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے ان پر اپنے فضل کے دروازے کھولتا اور انہیں آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔ کسی زمیندار کے بچے کو یہ بتانے کے لئے کہ دیکھو میں تم سے ذاتی تعلق رکھتا ہوں اور بڑے ہو کر میرے اس تعلق کو بڑھاتے چلے جانا، بعض دفعہ سچی خواب دکھاتا ہے۔ اب آٹھ دس سال کا ایک بچہ ہے جسے اس عمر میں قرآن کریم حفظ بھی نہیں ہوسکتا۔ گو بعض بچے چھوٹی عمر میں بھی حفظ کر لیتے ہیں لیکن اکثر بچے نہیں کر سکتے۔ ان کو قرآن کریم کے معنے نہیں آتے لیکن وہ خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے پیار کرتا ہے اور اس پیار کو بڑھانا چاہتا ہے اس لئے اس پیار کے نتیجہ میں ان کو یہ خبر دیتا ہے۔ مثلاً زمیندار کا بچہ ہے تو اسے یہ بتاتا ہے کہ تمہارے گھر میں جو بھینس بندھی ہوئی ہے اور بچہ دینے والی ہے وہ کٹی دے گی یا کٹا دے گی۔

اب یہ ہے تو ذراسی بات لیکن ہے بڑی پیاری بات۔ اس لئے کہ آپ کوئی ایسا آدمی لا دیں جو یہ کہے کہ میں بتادوں گا کہ کٹی ہوگی یا کٹا ہوگا کیونکہ کل کی بات کا تو کسی کو پتا نہیں۔ تیر تکّا لگانا اور چیز ہے۔ لوگ گپیں مارتے رہتے ہیں لیکن ایک بات کا وثوق کے ساتھ کہنا اور پھر اس کا پورا ہو جانا، یہ اصل چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے پیار پر دلالت کرتی ہے۔ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں کیوں نہ ہوں مگر وہ فی الحقیقت خدا کے پیار کا پتا دیتی ہیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا ۱۹۷۴ء میں ہمارے ایک دوست کو رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ایک دن تہجد اور صبح کام پر جانے کے درمیان تین باتیں بتائیں جن کا تعلق مستقبل کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو باتیں اسی وقت ایک گھنٹے کے اندر اندر پوری ہوگئیں اور ان کو یقین ہوگیا کہ جس خدا نے دو باتیں پوری کردی ہیں تیسری بات بھی اسی خدا نے بتائی ہے اس لئے وہ بھی اپنے وقت پر پوری ہو جائے گی اور اب وہ بھی پوری ہو چکی ہے۔ پس ایسے ہزارہا آدمی ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ وہ بالکل غریب سے لوگ ہیں۔ انہیں بزرگی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا پیار ہے، جو ان کے دل میں موجزن ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اس سے دعائیں کرتے ہیں، اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں خدا کی راہ میں قربانیاں دیتے ہیں مالی بھی اور جانی بھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے ہیں۔ آپ پر برکات سے درود بھیجتے ہیں۔ جس حد تک ان کو حالات اجازت دیتے ہیں اور ان کی استعداد میں ہے وہ قرآن کریم پر غور کرتے ہیں۔ بہرحال اصل چیز تو یہی ہے کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا پیار ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتۂ محبت انہوں نے قائم کیا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں ان پر فرشتوں کے نزول کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان عظیم کی برکت ہے اور یہ ایک فضل الٰہی ہے جو کبھی بند نہیں ہوگا۔

اب تک میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ تو ہے تمہید میرے آج کے اس خطبے کی، اصل بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ ہے تو بڑی اہم لیکن میں اسے اس وقت مختصراً بیان کروں گا۔ چند دن ہوئے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوتھی نسل کا ایک بچہ ہے جو ماشاءاللہ بڑا ذہین ہے۔ چند دن پہلے اس کی عمر دو سال کی ہوئی ہے۔ جس دن اس

کی عمر دو سال کی ہوئی تو مجھے خیال آیا کہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم چوتھی نسل کو ہر لحاظ سے اس قابل بنائیں کہ وہ مہدی علیہ السلام کی جماعت کا ایک جاں نثار فرد بن جائے اور وہ مہدی علیہ السلام کی جماعت کے فرد کی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل ہو۔ علمی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی۔ میں نے اس بات کا مختصر سا ذکر پچھلے دنوں دوستوں سے ملاقات میں بھی کیا تھا۔ پس ہر نسل کو سنبھالنا ضروری ہے کیونکہ جو کام ہمارے سپرد ہے وہ تین سو سال میں اپنی انتہا کو پہنچے گا اور غلبہ اسلام کی صدی جو ہماری زندگی کی دوسری صدی ہے اس کے شروع ہونے میں اب بارہ تیرہ سال رہ گئے ہیں۔ اب اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے دنیا میں بڑے انقلابی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ پس جو بچہ آج دو سال کا ہے یہ جب غلبہ اسلام کی صدی شروع ہوگی تو پندرہ سولہ سال کا ہوگا اس لئے جو اس وقت بچے ہیں ان کو سنبھالنا ضروری ہے۔ بہت سے بچے مجھ سے ملتے رہتے ہیں۔ باہر سے بھی دوست ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو بہت ذہین بچے دے رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہیئے اور ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ جس قوم کو خدا ذہن نہ دے وہ تو گویا جہالت کی نذر ہو کر ہلاک ہوگئی۔ قوم جاہل رہے گی تو وہ ترقی کر ہی نہیں سکتی۔ جس قوم کو خدا ذہن دے اور وہ اس کو سنبھال نہ سکے تو وہ بڑی بدقسمت قوم ہے اسلئے کہ میرے نزدیک سب سے قیمتی عطا بچوں کا اچھا ذہن ہے۔ اس قیمتی عطیہ کو نہ سنبھالنا بہت بڑی بدقسمتی ہے لیکن جس قوم کو خدا تعالیٰ ذہین بچے دے اور بچپن ہی سے ان کو سنبھالا جائے اس قوم کو اپنے مقصد کے حصول میں کوئی شبہ باقی رہتا ہی نہیں کیونکہ ایک طرف خدا تعالیٰ کی عطا بتا رہی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو کدھر لے جانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف جماعت کو اس بات کی توفیق دینا کہ خدا تعالیٰ نے جو عطا کی ہے اور جو ذہن دیا ہے بچوں کی پیدائش کے ذریعہ، اس کی ناشکری نہیں کی گئی بلکہ ان کی قدر کی گئی ان کو ہر لحاظ سے سنبھالا گیا اور اس قابل بنایا گیا کہ وہ دنیا میں اسلام کو پھیلائیں اپنے علم سے بھی اور عملی نمونوں سے بھی۔

پس جہاں تک احمدیت کے مقصد کا تعلق ہے یہ تو بہرحال حاصل ہونا ہے لیکن سوال یہ

ہے کہ یہ مقصد اس گروہ یا اس نسل یا اگلی نسل یا اس علاقے کے لوگوں کے ذریعے حاصل ہوگا یا کسی اور ملک یا علاقہ کے لوگوں کے ذریعہ حاصل ہوگا جو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے ہوں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جس قوم میں یا جس علاقے میں مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کے ماننے والوں کو اتنی بڑی نعمت ملی اور ان پر خدا تعالیٰ نے بہت بڑا احسان کیا، وہ اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح پورا کرتے ہیں۔ یہ ان کا پہلا فرض ہی نہیں بلکہ ان کا یہ حق ہے۔ فرض کی بات تو بعد میں آئے گی، ان کا یہ حق ہے کہ وہ دنیا کے لئے ایک اسوہ اور نمونہ بنیں اور دنیا کے سچے معنوں میں خادم بنیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کو پہنچانے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ سامنے رکھیں۔ دیکھو آپ کی کتنی بلند شان ہے کہ نہ صرف آپ اپنے ماننے والوں کے لئے محسن اعظم ہیں بلکہ ان کے لئے بھی محسن اعظم ہیں جو آپ کو نہیں مانتے۔ آپ کے احسانات کا دائرہ مومن اور کافر سب پر وسیع ہے۔ دنیا آپ کے احسانات کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

پس ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس حقیقت کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور وہ ہمیں اس بات کی بھی توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح نگہداشت کر سکیں۔ ان کو صحیح تعلیم دے سکیں۔ ان کی عمدہ تربیت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نیک دل دے اور ان کے دلوں کی نیکی کو ہمیشہ قائم رکھے۔ ان کو دین دے اور اس پر ہر حال میں استقامت بخشے۔ اللہ تعالیٰ ان کو پیار دے جو کبھی مٹنے والا نہ ہو بلکہ ہمیشہ ترقی کرنے والا ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے محبت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستانہ وار ہم سے بھی آگے بڑھتے ہوئے دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے والے ہوں۔ اللّٰھم اٰمین۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❀❀❀